

عام فہم انداز میں صدقۃ الفطر کے بنیادی مسائل سے آگاہی کے لیے مطالعہ کیجیے

مسائل صدقۃ الفطر

مبین الرحمن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

صدقۃ الفطر واجب ہونے کا نصاب:

- 1: جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر صدقۃ الفطر بھی واجب ہے۔
- 2: صدقۃ الفطر کا نصاب وہی ہے جو قربانی کا ہے، اس لیے جس شخص پر قربانی واجب ہے اس پر صدقۃ الفطر بھی واجب ہے۔

صدقۃ الفطر کا تفصیلی نصاب بیان کرنے سے پہلے ایک اہم نکتے کی وضاحت ضروری ہے، ملاحظہ فرمائیں:

صدقۃ الفطر، زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب سے متعلق بعض غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ:

ہمارے معاشرے میں زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی کے نصاب سے متعلق درج ذیل غلط فہمیاں رائج ہیں:

- جس شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔
- جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے تو صرف اسی پر صدقۃ الفطر اور قربانی واجب ہے، اور جس شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں تو اس پر صدقۃ الفطر اور قربانی بھی واجب نہیں۔
- یہ واضح غلط فہمیاں ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی کے نصاب سے متعلق مسلمانوں میں تین طبقے پائے جاتے ہیں:
- پہلا طبقہ: جن کے پاس زکوٰۃ کا نصاب موجود ہوتا ہے۔

حکم: ان کے ذمے زکوٰۃ بھی فرض ہے، اور صدقۃ الفطر اور قربانی بھی واجب ہیں۔

دوسرا طبقہ: جن کے پاس زکوٰۃ کا نصاب بھی نہیں ہوتا، اور صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب بھی نہیں ہوتا۔

حکم: ان کے ذمے زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی میں سے کوئی بھی حکم لازم نہیں ہوتا، یہی وہ طبقہ ہے جن کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز ہے۔

تیسرا طبقہ: جن کے پاس زکوٰۃ کا نصاب تو نہیں ہوتا البتہ صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب موجود ہوتا ہے۔

حکم: ان کے ذمے زکوٰۃ تو فرض نہیں البتہ ان کے ذمے صدقۃ الفطر اور قربانی واجب ہیں، یہ وہ طبقہ ہے کہ ان کے لیے بھی زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کے نصاب میں فرق:

زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کے نصاب میں فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ میں تو صرف چار چیزوں یعنی سونا، چاندی، رقم اور سامان تجارت کا اعتبار کیا جاتا ہے، جبکہ صدقۃ الفطر میں ان چار چیزوں کے علاوہ ضرورت سے زائد سامان اور مال کا بھی حساب کیا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ شخص ان چار چیزوں کی وجہ سے صاحبِ نصاب بنا ہے تو اس کو زکوٰۃ کا نصاب کہا جاتا ہے، لیکن اگر وہ ضرورت سے زائد سامان کی وجہ سے صاحبِ نصاب بنا ہے تو اس کو صدقۃ الفطر کا نصاب کہا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب ایک ہی ہے۔

اس تفصیل سے یہ احکام ثابت ہوتے ہیں:

- جس شخص کے ذمے زکوٰۃ فرض ہے تو اس کے ذمے صدقۃ الفطر اور قربانی بھی واجب ہے، اور ایسے شخص کے لیے زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں۔
 - جس شخص کے پاس زکوٰۃ کا نصاب تو نہ ہو لیکن صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ تو فرض نہیں البتہ اس کے ذمے صدقۃ الفطر اور قربانی واجب ہے، اور اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔
 - زکوٰۃ صرف اسی شخص کو دینا جائز ہے جس کے پاس زکوٰۃ کا نصاب بھی نہ ہو اور صدقۃ الفطر کا نصاب بھی نہ ہو۔ (مستفاد من کتب الفقہ)
- خلاصہ یہ کہ جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر تو صدقۃ الفطر واجب ہے ہی لیکن جس شخص کے پاس زکوٰۃ کا نصاب تو نہ ہو البتہ صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب موجود ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

صدقۃ الفطر کا تفصیلی نصاب:

بنیادی طور پر صدقۃ الفطر پانچ چیزوں پر واجب ہوتا ہے:

- سونا۔
- چاندی۔
- سامان تجارت۔
- رقم۔
- ضرورت سے زائد سامان۔

ان پانچ چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل صورتوں میں صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے:

1: جس شخص کے پاس صرف سونا ہو، مذکورہ بالا باقی چار چیزوں میں سے کچھ بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ (یعنی 87.84 گرام) سونا ہے، جو سونا اس سے کم ہو اس پر صدقۃ الفطر واجب نہیں۔

2: جس شخص کے پاس ان پانچ چیزوں میں سے صرف چاندی، یا صرف سامان تجارت، یا صرف رقم ہو تو ایسی صورت میں ان میں سے ہر ایک کا نصاب ساڑھے باون تولہ (یعنی 612.36 گرام) چاندی ہے۔ جو چاندی ساڑھے باون تولے سے کم ہو، اسی طرح جو سامان تجارت یا رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم ہو تو اس پر صدقۃ الفطر واجب نہیں۔

3: جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ضرورت سے زائد سامان ہو تو اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔

4: جس شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سے کم سونا ہو، لیکن ساتھ ساتھ اس کے پاس کچھ چاندی یا کچھ سامان تجارت یا کچھ رقم بھی ہو تو اس صورت میں اگر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تک پہنچتی ہے تو ان پر صدقۃ الفطر واجب ہے، ورنہ نہیں۔

5: کسی شخص کے پاس یہ پانچ چیزیں (یعنی سونا، چاندی، سامان تجارت، رقم اور ضرورت سے زائد سامان) ہوں یا ان میں سے بعض ہوں لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی اپنے نصاب تک نہیں پہنچتی ہو تو اس

صورت میں ان کو ملا کر ان کی مجموعی قیمت کا حساب لگایا جائے گا، اگر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تک پہنچتی ہے تو اس شخص پر صدقۃ الفطر واجب ہے، ورنہ نہیں۔

6: جس شخص کے پاس کچھ سونایا کچھ رقم ہو اور ساتھ میں ضرورت سے زائد سامان بھی ہو اور ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی تک پہنچتی ہو تو اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔

(جواہر الفقہ، نوادر الفقہ، شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام از حضرت مفتی رضوان صاحب)

صدقۃ الفطر کے نصاب سے متعلق اہم وضاحتیں

مال تجارت سے متعلق وضاحت:

1: سامان تجارت سے مراد وہ مال ہے جو تجارت ہی کی حتمی نیت سے خرید گیا ہو، لیکن اگر وہ مال ایسا ہے کہ خریدتے وقت تجارت کی نیت نہیں تھی بلکہ بعد میں نیت بنی، یا اپنے پاس پہلے سے موجود کسی مال کو فروخت کرنے کا ارادہ ہوا، یا کسی چیز کو خریدتے وقت تجارت کی نیت تو نہ تھی لیکن یہ نیت تھی کہ اگر اچھا نفع مل رہا ہو تو فروخت کر دیں گے؛ تو ان سب صورتوں میں یہ مال سامان تجارت میں شامل نہیں ہوگا، اس لیے اس کو سامان تجارت کے طور پر صدقۃ الفطر کے نصاب میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

2: صدقۃ الفطر کے نصاب کے لیے سامان تجارت کا حساب لگاتے وقت قیمتِ فروخت کا اعتبار ہوگا، نہ کہ قیمتِ خرید کا۔ دکان وغیرہ میں موجود کل سامان تجارت کا قیمتِ فروخت کے اعتبار سے حساب لگائیں گے، البتہ اگر کل سامان تجارت میں سے ہر ایک کا الگ الگ حساب لگانا مشکل ہو تو اس صورت میں یوں بھی حساب لگانا درست ہے کہ وہ تمام مال تجارت اگر آج فروخت کرنا چاہیں تو جتنی رقم میں وہ فروخت ہو سکتا ہو اسی کو سامنے رکھتے ہوئے صدقۃ الفطر کے نصاب کا حساب لگالیا جائے۔

(ردالمحتار، شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام از حضرت مفتی رضوان صاحب)

سونے چاندی سے متعلق وضاحت:

سونہ، چاندی چاہے زیورات کی شکل میں ہوں یا کسی اور صورت میں، اسی طرح سونا اور چاندی کے

زیورات چاہے استعمال کے لیے ہوں یا ویسے ہی رکھے رہتے ہوں؛ بہر صورت ان کو صدقۃ الفطر کے نصاب میں شمار کیا جائے گا۔ (شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام از حضرت مفتی رضوان صاحب)

رقم سے متعلق وضاحت:

1: رقم ان اموال میں سے ہے جن پر صدقۃ الفطر کا حکم لاگو ہوتا ہے، البتہ اس سے متعلق یہ وضاحت ضروری ہے کہ رقم پر صدقۃ الفطر کا حکم لاگو ہونے کے لیے اس کا ضرورت سے زائد ہونا ضروری نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رقم پر صدقۃ الفطر اس وقت لاگو ہوتا ہے جب وہ ضرورت سے زائد ہو، لیکن اگر وہ ضرورت سے زائد نہ ہو تو اس پر صدقۃ الفطر کا حکم لاگو نہیں ہوگا، یہ بات رائج نہیں ہے، بلکہ رائج قول یہی ہے کہ رقم بہر صورت صدقۃ الفطر کے نصاب میں شمار کی جائے گی، چاہے وہ آئندہ پیش آنے والے کسی بھی مقصد کے لیے رکھی گئی ہو، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو رقم شادی بیاہ کے لیے، حج و عمرہ کرنے یا گھر بنانے یا گاڑی وغیرہ خریدنے کے لیے یا گھر کے اخراجات کے لیے رکھی گئی ہو تو صدقۃ الفطر کے نصاب میں اس کا بھی حساب لگایا جائے گا۔

مثال: اس وضاحت سے یہ مسئلہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اگر کسی خاتون کے پاس دو تولہ سونا ہو اور ساتھ میں اس کے پاس کچھ رقم بھی ہو بھلے وہ رقم ذاتی اخراجات کے لیے رکھی گئی ہو تو اس رقم کو اس دو تولہ سونے کے ساتھ ملا کر اگر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی تک پہنچتی ہے تو اس پر بھی صدقۃ الفطر لازم ہوگا۔ (ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل و احکام، فتاویٰ عثمانی، نوادر الفقہ)

2: کسی شخص کی ملکیت میں جتنی بھی رقم ہو چاہے اپنے پاس موجود ہو، یا بینک اکاؤنٹ میں ہو، یا کسی کے پاس امانت رکھوائی ہو، یا کسی اور کو قرضہ دی ہو، یا جہاں کہیں بھی ہو؛ سب کو صدقۃ الفطر کے نصاب میں شمار کیا جائے گا۔ (شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام از حضرت مفتی رضوان صاحب)

ضرورت سے زائد سامان سے متعلق وضاحت:

جو چیزیں ضرورت اور استعمال کی ہیں ان کو صدقۃ الفطر کے نصاب میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

ضرورت کی چیزیں:

رہائشی مکان، پہننے کے کپڑے اور جوتے، کھانے پینے کے برتن، ضرورت کی گاڑی، گھریلو ضرورت میں استعمال ہونے والی چیزیں جیسے سلائی اور دھلائی کی مشینیں، پنکھا، فرنیچر، فریج، اسی طرح صنعت و حرفت یعنی پیشے، تجارت اور مزدوری کے آلات و اوزار جیسے درزی کی سلائی مشینیں، فیکٹری کی مشینیں وغیرہ؛ سب ضرورت کی چیزیں ہیں، اس لیے صدقۃ الفطر کے نصاب میں ان کو شمار نہیں کیا جائے گا۔ (ردالمحتار، المحیط البرہانی، شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام از حضرت مفتی رضوان صاحب) لیکن جو چیزیں ضرورت سے زائد ہیں تو ان کو نصاب میں شمار کیا جائے گا۔

ضرورت سے زائد چیزیں:

ضرورت سے زائد سامان میں درج ذیل چیزیں شامل ہیں:

- 1: وہ اشیاء جو کسی بھی طرح استعمال میں نہ آتی ہوں جیسے محض زیب و زینت کے لیے رکھے گئے برتن وغیرہ۔
- 2: وہ چیزیں جو پرانی یا خراب ہونے کی وجہ سے ویسے ہی گھروں میں پڑی رہتی ہوں اور قیمت بھی رکھتی ہوں جیسے فالتو مشینیں، بے کار سامان اور فرنیچر وغیرہ؛ یہ سب چیزیں ضرورت سے زائد ہیں۔
- 3: اگر کسی کے پاس اپنے گھر کے علاوہ کوئی خالی پلاٹ یا ضرورت سے زیادہ گاڑی ہو تو اسے بھی ضرورت سے زائد سامان میں شمار کیا جائے گا۔

- (شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام از حضرت مفتی رضوان صاحب، ردالمحتار، جواہر الفقہ)
- 4: کسی نے اپنا ایک گھر کرایے پر دے رکھا ہو تو اگر اس کا کرایہ گھر کی ضروریات میں استعمال ہوتا ہو تو وہ ضرورت سے زائد نہیں، لیکن اگر وہ کرایہ گھر کی ضرورت سے زائد ہو تو وہ گھر ضرورت سے زائد چیزوں میں شمار ہوگا۔ (بہشتی زیور، زکوٰۃ کے فضائل و احکام از مفتی رضوان صاحب)

نصاب میں قرض اور واجب الاداء رقوم سے متعلق احکام:

- 1- کسی شخص کے ذمے کسی دوسرے کا قرضہ ہو یا کرایہ، بل، اسکول وغیرہ کی فیسیں، ادھار پر خریدی

ہوئی چیز کی قسطیں یا ان جیسی دیگر واجب الادا قوم ہوں اور صدقۃ الفطر لازم ہوتے وقت ان کی ادائیگی کی تاریخ آچکی ہو تو صدقۃ الفطر کے نصاب کا حساب لگاتے وقت ان تمام واجب الادا قوم کو نکالنے کے بعد نصاب کا اعتبار ہوگا کہ یہ تمام رقوم نکال دینے کے بعد بھی اگر وہ مال نصاب کو پہنچتا ہو تو اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے، ورنہ نہیں۔

2۔ اس شخص نے دوسرے کو قرضہ دیا ہو اور اس کے ملنے کی امید بھی ہو اگرچہ تاخیر سے ہی سہی تو صدقۃ الفطر کے نصاب کا حساب لگاتے وقت اس قرضے کو بھی شمار کیا جائے گا۔

3۔ کسی نے کمیٹی یعنی بی سی ڈالی ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اگر وہ شخص کمیٹی لے چکا ہو تو اس صورت میں جتنی قسطیں دینی باقی ہوں وہ اس پر قرضہ ہیں، صدقۃ الفطر کے نصاب کا حساب لگاتے وقت اس قرضے کو نکال کے حساب لگایا جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کمیٹی نہیں لی ہو تو جتنی قسطیں جمع کرا چکا ہو وہ تمام رقم اس کا قرضہ ہے، صدقۃ الفطر کے نصاب کا حساب لگاتے وقت اس کو بھی نصاب میں شمار کیا جائے گا۔

(الدر المختار مع رد المحتار، البحر الرائق، شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام از حضرت مفتی رضوان صاحب)

صدقۃ الفطر کب واجب ہوتا ہے؟

صدقۃ الفطر عید الفطر کے دن صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے، اس لیے صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شخص عید الفطر کی صبح صادق کے وقت نصاب کا مالک ہو، یہی وجہ ہے کہ جو شخص عید الفطر کی صبح صادق کے وقت نصاب کا مالک نہ ہو تو اس پر صدقۃ الفطر واجب نہیں۔
(رد المحتار، بدائع الصنائع)

صدقۃ الفطر کن افراد کی طرف سے دینا واجب ہے؟

1: جو شخص صاحبِ نصاب ہو اس پر اپنا صدقۃ الفطر بھی واجب ہے اور اپنی نابالغ اولاد کا صدقۃ الفطر بھی واجب ہے، اس کے علاوہ اس کے ذمے اپنی بیوی، بالغ اولاد اور والدین کا صدقۃ الفطر لازم نہیں، بلکہ اگر

یہ حضرات خود صاحبِ نصاب ہیں تو ان کا صدقۃ الفطر انہی کے ذمے واجب ہے، اور اگر صاحبِ نصاب نہیں ہیں تو ان کا صدقۃ الفطر کسی کے ذمے واجب نہیں۔

(عالمگیری، المحیط البرہانی، عمدۃ القاری، مبسوط السر خسی، امداد الفتاویٰ)

2: نابالغ بچہ یا بچی اگر خود صاحبِ نصاب ہے تو ان کے ذمے صدقۃ الفطر واجب ہے، یہ صدقۃ الفطر ان کے مال سے ادا کیا جائے گا، البتہ اگر سرپرست یا کوئی اور اپنے مال سے ان کا صدقۃ الفطر ادا کر دے تب بھی جائز ہے۔ (سنن النسائی حدیث: 2504، رد المحتار، تحفۃ الفقہاء)

3: عید الفطر کے دن صبح صادق سے پہلے صاحبِ نصاب شخص کے یہاں جو بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر دینا واجب ہے، اور جو بچہ صبح صادق کے بعد پیدا ہو تو اس کی طرف سے صدقۃ الفطر دینا واجب نہیں۔ (العالمگیری، بدائع الصنائع)

4: جو شخص صاحبِ نصاب نہ ہو اور وہ پھر بھی صدقۃ الفطر دینا چاہے تو یہ بھی جائز بلکہ بڑی فضیلت کی بات ہے۔ (شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام، مبسوط السر خسی)

5: صدقۃ الفطر کے نصاب میں بھی ہر ایک کی ملکیت کا الگ الگ اعتبار ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میاں بیوی، والدین اولاد، بہن بھائی میں سے جو جو صاحبِ نصاب ہے تو اسی کے ذمے صدقۃ الفطر واجب ہے، اور جو صاحبِ نصاب نہیں تو اس کے ذمے صدقۃ الفطر واجب نہیں، اسی طرح ایک شخص کا صدقۃ الفطر دوسرے شخص کے ذمے لازم نہیں، البتہ اگر والد اپنی بالغ اولاد کی طرف سے یا شوہر اپنی بیوی کی طرف سے یا کوئی اور شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے اس کی اجازت سے صدقۃ الفطر ادا کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے۔ (شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام)

صدقۃ الفطر کن کن چیزوں سے کتنا ادا کیا جائے گا؟

صدقۃ الفطر چار قسم کی چیزوں میں سے کسی ایک چیز سے ادا کرنا جائز ہے، اور وہ چار چیزیں یہ ہیں:

• ایک صاع کشمش۔ (سنن النسائی حدیث: 2515، ردالمحتار)

سنن النسائی میں ہے:

۲۵۱۵ - أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُخْرِجُونَ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ سُلْتٍ أَوْ زَبِيبٍ.

• ایک صاع کھجور۔ (صحیح البخاری حدیث: 1504، ردالمحتار)

• ایک صاع جو۔ (صحیح البخاری حدیث: 1504، ردالمحتار)

صحیح بخاری میں ہے:

۱۵۰۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

(بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْعَبْدِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)

• آدھا صاع گندم / گیہوں۔ (ردالمحتار)

سنن النسائی میں ہے:

۲۵۱۶ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيَاضٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ زَبِيبٍ أَوْ أَقِطٍ، فَلَمْ نَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى كَانَ فِي عَهْدِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: مَا أَرَى مُدَّةً مِنْ سَمَرَاءِ الشَّامِ إِلَّا تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

۱۰۴۳۵ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُونُسَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ

ابن عباس قال: فرض رسول الله ﷺ صدقة الفطر على كل حرٍّ أو عبدٍ، صغيرٍ أو كبيرٍ، ذكرٍ أو أنثى صاعًا من تمرٍ أو شعيرٍ، أو نصف صاعٍ من بُرٍّ.

١٠٤٣٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ أَوْ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

١٠٤٣٧- حَدَّثَنَا حَفْصُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ أَدَّى إِلَى أَبِي بَكْرٍ صَدَقَةَ الْفِطْرِ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ.

١٠٤٣٨- حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَرْفَعُهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ؟ فَقَالَ: عَنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ.

١٠٤٣٩- حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: صَدَقَةُ الْفِطْرِ عَنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ عَنْ كُلِّ إِنْسَانٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ.

١٠٤٤٠- حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: عَنْ كُلِّ إِنْسَانٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ، وَمَنْ خَالَفَ الْقَمْحَ مِنْ تَمْرٍ أَوْ زَبِيبٍ أَوْ أَقِطٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ غَيْرِهِ فَصَاعٌ تَامٌّ.

١٠٤٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مُدَّانٍ مِنْ قَمْحٍ، أَوْ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ.

١٠٤٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ مِثْلَهُ.

١٠٤٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: نِصْفُ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ، أَوْ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ.

١٠٤٤٦- حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ بُرْدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ: أَنَّهُ قَالَ: صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ.

١٠٤٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: مُدَّانٍ مِنْ قَمْحٍ،

أَوْ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ.

۱۰۴۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: مُدَّانٍ مِنْ قَمْحٍ، أَوْ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ.

۱۰۴۵۰- حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَلِيٍّ: فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

۱۰۴۵۲- حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ: أَنَّهَا كَانَتْ تُعْطِي زَكَاةَ الْفِطْرِ عَمَّنْ تَمُونُ مِنْ أَهْلِهَا الشَّاهِدِ وَالْعَائِلِ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ، أَوْ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ.

۱۰۴۵۳- حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيٍّ يَقْرَأُ بِالْبَصْرَةِ فِي صَدَقَةِ رَمَضَانَ: عَلَى كُلِّ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ.

۱۰۴۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: الصَّدَقَةُ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ، أَوْ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ.

مسئلہ:

اگر کوئی شخص انہی چار چیزوں میں سے کوئی چیز دینا چاہے تب بھی جائز ہے، اور ان میں سے کسی ایک چیز کی قیمت ادا کرنا چاہے تب بھی جائز ہے، اور اگر ان چار چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز جیسے چاول، کپڑے وغیرہ کے ذریعے صدقۃ الفطر ادا کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے البتہ ایسی صورت میں قیمت کا اعتبار ہوگا کہ ان میں سے کسی ایک چیز کی قیمت کے برابر وہ چیز صدقۃ الفطر میں ادا کر دے۔ ویسے تو ان چار چیزوں میں سے کسی بھی ایک چیز کے ذریعے صدقۃ الفطر ادا کیا جائے تو بھی جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ ہر شخص اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق ان چار چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا انتخاب کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث: 10470، مبسوط السر خسی، رد المحتار، امداد الاحکام)

صاع اور نصف صاع کا موجودہ وزن:

صاع: یہاں صاع سے مراد صاعِ عراقی ہے، جو کہ 8 رطل کا ہوتا ہے، ایک رطل موجودہ وزن کے اعتبار سے 398.034 گرام کا ہوتا ہے، تو اس کو 8 سے ضرب دینے سے 3.184272 کلو گرام حاصل ہوگا اور یہی ایک صاع کا موجودہ وزن ہے۔ سیر کے اعتبار سے اس کو ساڑھے تین سیر قرار دیا جاتا ہے۔ آدھا صاع: مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق نصف صاع کا موجودہ وزن 1.592136 ہے، جس کو پونے دو سیر بھی قرار دیا جاتا ہے۔ (تفصیل: اوزان شرعیہ از حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ) نوٹ: صدقۃ الفطر کی ادائیگی کے وقت اپنے علاقے اور شہر کے اعتبار سے مذکورہ بالا چیزوں کی قیمت معلوم کر لینی چاہیے، اور اگر اس حوالے سے مستند دینی اداروں اور اہل علم سے راہنمائی حاصل کی جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

صدقۃ الفطر کب دیا جاسکتا ہے؟

1: صدقۃ الفطر در حقیقت عید الفطر کی صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص رمضان ہی میں ادا کر لے تب بھی جائز ہے۔

(سنن ابی داؤد رقم: 1611، ردالمحتار، شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام)

2: سنت طریقہ یہی ہے کہ عید الفطر کی نماز سے پہلے پہلے صدقۃ الفطر ادا کر لیا جائے، لیکن اگر کسی شخص نے عید الفطر سے پہلے ادا نہیں کیا تو عید الفطر کے بعد بھی اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ (ردالمحتار)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

۱۰۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ السُّنَّةَ أَنْ يُخْرِجَ صَدَقَةُ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ.

سنن ابی داؤد میں ہے:

۱۶۱۱- عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ؛ طَهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ

زَكَاةً مَّقْبُولَةً، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ. (باب زَكَاةِ الْفِطْرِ)

صدقۃ الفطر کس کو دینا جائز ہے؟

جس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز ہے صرف اسی کو صدقۃ الفطر دینا جائز ہے، بالفاظ دیگر اسے یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ صدقۃ الفطر صرف اسی شخص کو دینا جائز ہے جس کے پاس زکوٰۃ کا نصاب بھی نہ ہو اور صدقۃ الفطر کا نصاب بھی نہ ہو۔ (شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام، ردالمحتار)

صدقۃ الفطر کی ادائیگی میں نیت کی شرط:

صدقۃ الفطر ادا کرنے کے لیے نیت ضروری ہے کہ دل میں یہ نیت ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے صدقۃ الفطر ادا کرتا ہوں۔ اگر کسی نے ہدیہ، تحفہ یا عیدی کہہ کر صدقۃ الفطر ادا کیا لیکن دل میں صدقۃ الفطر ہی کی نیت تھی تب بھی صدقۃ الفطر ادا ہو جائے گا۔

(شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام، ردالمحتار)

مبین الرحمن

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

03362579499